



Nuqta Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: English, Urdu, Arabic

p-ISSN: 2790-5330 e-ISSN: 2790-5349

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts>

Published by:

Resurgence Academic and Research

Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

پاکستان میں مذہبی انتہا پسندی اور پیر محمد کرم شاہ الازہری کا منہج اعتدال: ایک تحقیقی جائزہ

Religious Extremism in Pakistan and the Methodology of Moderation of Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari: An Analytical Study

Khuram Shahzad

Ph.D. Research Scholar,

Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan

Email: mahi8378692@gmail.com

Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari

Head, Department of Islamic Studies,

University of Gujrat, Pakistan

Email: hamid.farooq@uog.edu.pk



Published online: 17 March, 2026



View this issue

OPEN ACCESS



Complete Guidelines and Publication details can be found at:

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics>

Abstract

The contemporary Muslim world, particularly Pakistan, has faced a daunting challenge in the form of religious extremism and intellectual fragmentation during the latter half of the 20th century. This research article explores the profound contributions of Justice Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari (1918–1998) in addressing these challenges through the revival of Sufi traditions integrated with modern scholarly rigor. Al-Azhari, a visionary reformer, jurist, and spiritual leader, recognized that the root of extremism lies in the divorce of the external legalities of religion (Sharia) from its internal spiritual essence (Tariqa). By introducing his paradigm of "I'tidal" (Moderation) and "Tawazun" (Balance), he provided a comprehensive framework for social and intellectual harmony. The study highlights how al-Azhari utilized his major works, such as Tafsir Zia-ul-Quran and Zia-un-Nabi, to present Islam as a living, rational, and compassionate faith that accommodates scientific inquiry while remaining rooted in Prophetic traditions. His educational model at Dar-ul-Ulum Muhammadia Ghausia served as a practical application of his philosophy, bridging the historical chasm between traditional religious education and modern academic disciplines. This synthesis was aimed at producing balanced individuals capable of interpreting Islam for the modern age without succumbing to radical ideologies. Furthermore, his legal career, especially his time as a judge in the Federal Shariat Court, demonstrated that a Sufi-oriented legal mind could offer more nuanced and humane interpretations of Islamic law. The article argues that al-Azhari's focus on Prophetic love (Ishq-e-Rasool) and ethical purification (Tazkiya-e-Nafs) is the most potent antidote to sectarian violence and intolerance. Through a detailed analysis of his intellectual legacy, this study positions al-Azhari as a pivotal figure of the "Middle Path," offering a sustainable model for de-radicalization and intellectual stability in modern Muslim societies.

Keywords: Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, Religious Extremism, Sufi Traditions, Moderation (I'tidal), Tafsir Zia-ul-Quran, Sectarianism.

تعارف

پاکستان کی مذہبی، سیاسی اور فکری تاریخ میں بیسویں صدی کا نصفِ آخر ایک ایسی کشمکش کا دور رہا ہے جہاں ایک طرف عالمی سطح پر ابھرنے والے ملحدانہ افکار اور مادہ پرستانہ جدیدیت نے اسلامی اقدار کو چیلنج کیا، تو دوسری طرف داخلی طور پر مذہبی جمود، مسلکی عصبیت اور انتہا پسندی نے معاشرتی تانے بانے کو بکھیر کر رکھ دیا۔ ان حالات میں جہاں عام مذہبی طبقہ محض دفاعی پوزیشن میں تھا یا پھر شدت پسندی کے ذریعے اپنی بقا تلاش کر رہا تھا، وہاں پیر محمد کرم شاہ الازہری (1918ء-1998ء) کی شخصیت ایک ایسی توانا آواز بن کر ابھری جس نے "اعتدال و توازن" کے ذریعے ایک متوازن اسلامی فکر کی بنیاد رکھی۔ الازہری نے اپنی علمی اور روحانی زندگی کا بڑا حصہ اس بات پر صرف کیا کہ انتہا پسندی کا اصل علاج اسلام کی صوفیانہ روایت کی اس کی اصل روح کے ساتھ بحالی میں پنہاں ہے۔ آپ کے نزدیک تصوف کوئی الگ فرقہ یا مسلک نہیں تھا بلکہ یہ دین اسلام کی وہ لطیف حقیقت تھی جو انسان کے قلب کو نفرت سے پاک کر کے اسے محبتِ الہی اور محبتِ رسول ﷺ کا مسکن بناتی ہے۔ آپ نے اپنی مایہ ناز تصنیف "تفسیر ضیاء القرآن" اور سیرتِ نبوی ﷺ کے شاہکار مجموعے "ضیاء النبی ﷺ" کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ اسلام ایک ایسا عالمگیر ضابطہ حیات ہے جو عقل اور عشق، اور شریعت اور طریقت کے حسین امتزاج سے عبارت ہے۔ آپ کی فکر نے جہاں نوجوان نسل کے سائنسی اور فکری سوالات کا جواب دیا، وہیں صوفیانہ روایات کی روشنی میں ایک ایسا تعلیمی اور تربیتی ماڈل پیش کیا جو فرد کو انتہا پسندی کے اندھیروں سے نکال کر اعتدال کی روشنی کی طرف لاتا ہے۔

تصوف کی حقیقت اور قرآن و سنت میں اس کی جڑیں

پیر محمد کرم شاہ الازہری کے نزدیک تصوف کی حقیقت محض کشف و کرامات کے قصوں یا چند مخصوص وظائف تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ دین اسلام کے اس تیسرے درجے کا نام ہے جسے حدیث جبریل میں "احسان" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ کے فکری نظام میں تصوف کی بنیاد اس قرآنی اصول پر قائم ہے کہ جب تک انسان اپنے باطن کا تزکیہ نہیں کرتا، اس کے ظاہری اعمال محض بے جان ڈھانچے کی مانند رہتے ہیں جو معاشرے میں کوئی حقیقی تبدیلی پیدا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ الازہری نے اس بات پر زور دیا کہ تصوف کا ہر راستہ قرآن و سنت کی مضبوط بنیادوں سے ہو کر گزرتا ہے اور جو صوفی شریعت کی پابندی سے آزاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، وہ درحقیقت دین کی روح سے ناواقف ہے۔ آپ کے نزدیک تصوف کا اصل مقصد اللہ کی رضا کا حصول اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع ہے، اور یہی وہ نکتہ ہے جو فرد کو خود پسندی اور تکبر جیسے باطنی امراض سے نجات دلا کر اسے اعتدال پسند بناتا ہے، کیونکہ انتہاپسندی کی جڑیں اکثر انسانی انا اور تکبر میں بیوست ہوتی ہیں۔ آپ نے اپنی تفسیر میں ان صوفیانہ رموز کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا ہے جو انسان کو اللہ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور عدل و انصاف کی ترغیب دیتے ہیں، کیونکہ صوفی کے نزدیک مخلوق سے محبت دراصل خالق سے محبت کا علمی ثبوت ہے۔¹ آپ کا اسلوب تفسیر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آپ نے قرآن مجید کی ہر آیت کی تشریح میں باطنی صفائی اور روحانی ترقی کے پہلو کو اس طرح اجاگر کیا کہ قاری کے دل میں ایمان کی حرارت پیدا ہو جائے۔ آپ نے صوفیاء کے ان اقوال کو بھی سند کے طور پر پیش کیا جو شریعت کی ابدیت اور طریقت کی حقانیت پر دلالت کرتے ہیں، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک تصوف کوئی نیا دین نہیں بلکہ دین اسلام کا وہ باطنی حسن ہے جو انسان کو ایک کامل مومن اور ایک نفع بخش انسان بناتا ہے۔²

بیسویں صدی کا فکری بحران اور انتہاپسندی کا ارتقاء

بیسویں صدی میں عالم اسلام کو جس فکری انتشار اور مذہبی انتہاپسندی کا سامنا کرنا پڑا، پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس کا گہرا ادراک کیا اور اس کے اسباب کا علمی تجزیہ پیش کیا۔ آپ کے نزدیک انتہاپسندی کا ایک بڑا سبب دین کی محض ظاہری اور قانونی تشریح پر اصرار کرنا اور اس کے باطنی و روحانی پہلوؤں سے قطع نظر کر لینا تھا۔ جب مذہب سے روح تصوف نکال دی جاتی ہے، تو وہ محض خشک قواعد کا مجموعہ بن کر رہ جاتا ہے جس میں عفو و درگزر اور رواداری کی جگہ عصبیت اور شدت پسندی لے لیتی ہے۔ الازہری نے محسوس کیا کہ برصغیر پاک و ہند میں جہاں ایک طرف مغربی استعمار نے مسلمانوں کو فکری طور پر مفلوج کر دیا تھا، وہیں داخلی طور پر مسلکی نفرتوں نے امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا تھا۔ آپ نے اس بات کی نشاندہی کی کہ انتہاپسند گروہ اکثر نوجوانوں کے جذبات کو ابھار کر انہیں دین کے نام پر تخریب کاری کی طرف راغب کرتے ہیں، کیونکہ ان نوجوانوں کی صحیح فکری تربیت نہیں کی گئی ہوتی۔ آپ نے "ضیاء القرآن" کے مقدمے میں اس لیے پر تفصیل سے بحث کی ہے کہ کس طرح مسلمانوں نے اپنی علمی روایت کو چھوڑ کر محض لفاظی اور ظاہری بحثوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے۔ آپ کے نزدیک اسلام کا پیغام امن اور سلامتی کا پیغام ہے، اور ایک سچا مسلمان وہی ہے جو اللہ کی مخلوق کے لیے خیر کا باعث بنے۔ آپ نے اس دور میں جہاں مذہب کے نام پر تکفیر کا بازار گرم تھا، وہاں صوفیانہ رواداری اور بین الممالک ہم آہنگی کی ضرورت پر زور دیا تاکہ پاکستان کا معاشرہ ایک مستحکم اور پرامن خطہ بن سکے۔³ الازہری کی یہ فکری جدوجہد اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ نے انتہاپسندی کو محض ایک سیاسی مسئلہ نہیں سمجھا بلکہ اسے ایک گہرا روحانی اور فکری مرض قرار دیا جس کا علاج صرف اور صرف صوفیانہ فکر کی احیاء میں ممکن ہے، جو انسان کو انا سے نکال کر خدا کی طرف لے جاتی ہے۔

شریعت اور طریقت کا توازن: انتہاپسندی کا مضبوط توڑ

پیر محمد کرم شاہ الازہری کے فکری نظام کا سب سے مضبوط پہلو شریعت اور طریقت کے درمیان وہ توازن ہے جس نے انتہاپسندی کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ آپ کے نزدیک شریعت کی حیثیت ایک قالب اور جسم کی ہے، جبکہ طریقت اس میں دوڑنے والے خون اور روح کی مانند ہے۔ آپ نے اس غلط فہمی کا بڑی سختی سے رد کیا کہ صوفی شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے یا پھر ایک توجع شریعت کے لیے تصوف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا یہ نظریہ براہ راست حضرت داتا گنج بخش اور امام ربانی مجدد الف ثانی کے افکار کا تسلسل تھا، جنہوں نے ہمیشہ اتباع سنت کو تصوف کی روح قرار دیا۔ الازہری نے واضح کیا کہ انتہاپسندی اکثر اس وقت جنم لیتی ہے جب انسان محض ظاہری احکام پر عمل کو

کافی سمجھ کر دوسروں پر فیصلے صادر کرنا شروع کر دیتا ہے، حالانکہ دین کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ انسان پہلے اپنے باطن کے چوروں کو پکڑے اور اپنی اصلاح کرے۔ آپ نے اپنی کتاب "تس خیر الانام" میں لکھا ہے کہ:

"شریعت کے بغیر حقیقت محض زندہ ہے اور حقیقت کے بغیر شریعت محض نفاق ہے"۔⁴

آپ نے اس متوازن فکر کو اس لیے فروغ دیا تاکہ مسلمانوں کے اندر علمی گہرائی اور باطنی پاکیزگی یکجا ہو سکے اور وہ کسی بھی قسم کے فکری غلو کا شکار نہ ہوں۔ آپ کی یہ کوششیں رنگ لائیں اور آپ کی خانقاہ اور تعلیمی ادارہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ ایسے علماء کی کھپ تیار کرنے کا مرکز بن گیا جو نہ صرف قرآن و حدیث کے ماہر تھے بلکہ صوفیانہ بصیرت کے حامل بھی تھے، اور یہی وہ طبقہ تھا جس نے پاکستان میں مذہبی اعتدال پسندی کا پرچم تھامے رکھا اور انتہا پسندانہ نظریات کے سامنے ایک فکری دیوار بن گیا۔ آپ کے نزدیک ایک متوازن مسلمان وہی ہے جو مسجد میں عابد، میدان میں مجاہد اور معاشرے میں ایک مصلح کا کردار ادا کرے، اور یہ سب کچھ صوفیانہ تربیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔⁵

محبت رسول ﷺ بطور مرکز اعتدال و امن

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی فکر میں انتہا پسندی کا سب سے مؤثر علاج "محبت رسول ﷺ" کے تصور میں پوشیدہ ہے۔ آپ کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس تمام کمالات کا مرکز ہے اور آپ ﷺ کی سیرت ہی وہ واحد معیار ہے جس پر چل کر انسان انتہا پسندی کے فتنے سے بچ سکتا ہے۔ آپ نے اپنی مایہ ناز تصنیف "ضیاء النبی ﷺ" میں حضور ﷺ کے اخلاقِ کریمہ، عفو و درگزر اور رحمت للعالمین کو اس انداز میں پیش کیا کہ وہ قاری کے دل سے نفرت کے بیج نکال کر محبت اور مروت کی آبیاری کرتی ہے۔ الازہری کا ماننا تھا کہ جس دل میں عشق رسول ﷺ کی شمع روشن ہو، وہ دل کبھی بھی مخلوقِ خدا کے لیے کینہ یا بغض نہیں رکھ سکتا، کیونکہ حضور ﷺ کی پوری زندگی سراپا رحمت ہے۔ آپ نے مستشرقین کے ان اعتراضات کا علمی اور صوفیانہ جواب دیا جو حضور ﷺ کی جنگوں کو تشدد سے تعبیر کرتے تھے۔ آپ نے ثابت کیا کہ آپ ﷺ کے تمام اقدامات عدل، انصاف اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے تھے اور آپ ﷺ نے مفتوحین کے ساتھ جو حسن سلوک کیا، اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ کے نزدیک محبت رسول ﷺ ہی وہ نکتہ ہے جو امت کے بکھرے ہوئے شیرازے کو دوبارہ متحد کر سکتا ہے اور اسے مسلکی جکڑ بندیوں سے نکال کر ایک عالمگیر انسانی برادری کا حصہ بنا سکتا ہے۔⁶

آپ کا یہ اعتدال پسندانہ نظریہ محبت دراصل صوفیانہ روایت کا وہ جوہر ہے جو انسان کو ایک ایسی روحانی رفعت عطا کرتا ہے جہاں وہ رنگ، نسل اور مذہب کی تفریق سے بالاتر ہو کر انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بناتا ہے، اور یہی وہ اصل اسلوب ہے جس کے ذریعے انتہا پسندی کا قلع قمع کیا جاسکتا ہے۔ پیر صاحب نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے ایک ایسی نسل تیار کی جو جذباتی نعروں کے بجائے علمی بصیرت اور صوفیانہ شفقت پر یقین رکھتی تھی، اور یہی الازہری کی فکر کا وہ مستقل اثر ہے جو آج بھی پاکستان کے مذہبی منظر نامے پر اعتدال پسندی کے ضامن کے طور پر موجود ہے۔⁷

تعلیمی انقلاب: دینی و عصری علوم کا سنگم اور صوفیانہ تربیت

پیر محمد کرم شاہ الازہری کے فکری نظام کا ایک اہم ستون تعلیمی اصلاحات ہیں، جنہیں آپ نے انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے ناگزیر قرار دیا۔ آپ کا ماننا تھا کہ پاکستان میں مذہبی شدت پسندی کی ایک بڑی وجہ نظامِ تعلیم کی وہ تقسیم ہے جس نے معاشرے کو دو متضاد حصوں میں بانٹ دیا ہے؛ ایک طرف وہ طبقہ ہے جو صرف دینی علوم سے واقف ہے لیکن جدید دنیا کے بدلتے ہوئے تقاضوں اور سائنسی ترقی سے بے خبر ہے، جبکہ دوسری طرف وہ طبقہ ہے جو جدید علوم میں تو ماہر ہے لیکن اپنی دینی اساس اور روحانی اقدار سے کٹ چکا ہے۔ الازہری نے اس خلیج کو پلٹنے کے لیے بھیرہ شریف میں "دارالعلوم محمدیہ غوثیہ" کی بنیاد رکھی، جو محض ایک مدرسہ نہیں بلکہ ایک فکری تجربہ گاہ تھی جہاں قدیم "درس نظامی" کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی اور سماجی علوم کو یکجا کیا گیا۔ آپ کے نزدیک تعلیم کا اصل مقصد ابنِ خلدون کے فلسفے کے مطابق ایک ایسا "انسانِ کامل" تیار کرنا تھا جو فکری طور پر متوازن اور اخلاقی طور پر صوفیانہ اوصاف کا حامل ہو۔ آپ نے نصابِ تعلیم میں انگریزی، معاشیات اور سیاسیات کو شامل کر کے یہ ثابت کیا کہ ایک عالم دین کو عصری

چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے جدید زبانوں اور علوم پر دسترس حاصل ہونا ضروری ہے۔ اس تعلیمی ماڈل نے پاکستان کو ایسے علماء فراہم کیے جو انتہاپسندی کے جذباتیت سے بھرپور نعروں کے بجائے علمی استدلال پر یقین رکھتے تھے۔ آپ کے تعلیمی فلسفے کی بنیاد اس نکتے پر تھی کہ "علم جب تک باطنی پاکیزگی اور صوفیانہ تربیت کے ساتھ نہ جڑے، وہ انسان کو تکبر اور غلو کی طرف لے جاتا ہے، جو انتہاپسندی کا پیش خیمہ ہے"۔⁸ آپ کی یہ تعلیمی تحریک دراصل صوفیانہ روایت کی وہ علمی توسیع تھی جس نے خانقاہی نظام کو عصری تعلیمی ضرورتوں سے ہم آہنگ کر کے ایک ایسی نسل تیار کی جو شدت پسندی کے طوفان کے سامنے فکری دیوار ثابت ہوئی۔⁹

پیر کرم شاہ الازہری اپنے تعلیمی مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمارا مقصد ایسے نوجوان پیدا کرنا ہے جن کے ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے ہاتھ میں جدید علوم کی شمشیر، تاکہ وہ نہ صرف اپنی عاقبت سنوار سکیں بلکہ دنیا کی رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دے سکیں"۔¹⁰

اس اقتباس کا تجزیاتی مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ پیر صاحب کے نزدیک انتہاپسندی کا توڑ "علمی مدافعت" میں ہے۔ جب ایک طالب علم کو دنیا بھر کے مذاہب، سیاسی نظریات اور سائنسی حقائق کا علم ہوگا، تو اس کے اندر وسعت قلبی پیدا ہوگی اور وہ محض جذباتی باتوں پر دوسروں کی تکفیر نہیں کرے گا۔ آپ نے مدرسے کے طلباء کے لیے روحانی تربیت کو اس لیے لازم قرار دیا تاکہ علم کے ساتھ ساتھ "خوف خدا" اور "عجز" ان کی شخصیت کا حصہ بن جائے، کیونکہ صوفیانہ تربیت کے بغیر حاصل ہونے والا علم اکثر عصبیت کا باعث بنتا ہے۔

جدید سائنسی و فکری چیلنجز اور تفسیر ضیاء القرآن کا معتدل منہج

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی "تفسیر ضیاء القرآن" محض آیات قرآنی کا ترجمہ و تشریح نہیں بلکہ یہ ایک معرکہ آرا علمی کام ہے جس نے جدید دور کے ملحدانہ اور انتہاپسندانہ نظریات کا علمی محاسبہ کیا۔ آپ نے اس تفسیر کے ذریعے صوفیانہ "اعتدال و توازن" کا وہ راستہ دکھایا جہاں ایک طرف مستشرقین کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا، تو دوسری طرف ان گروہوں کا بھی رد کیا گیا جو سائنسی دریافتوں کو دین کے خلاف سمجھتے تھے۔ آپ کا منہج یہ تھا کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور کائنات اللہ کا فعل ہے، لہذا کلام اور فعل الہی میں کوئی تضاد نہیں ہو سکتا۔ آپ نے سورۃ الانبیاء کی آیت 30 کی تشریح میں بگ بینگ (Big Bang) جیسے سائنسی نظریات کو قرآن کی تائید کے طور پر پیش کیا، جس سے نوجوان نسل کے ایمان کو استحکام ملا۔ الازہری کے نزدیک انتہاپسندی کا ایک بڑا سبب دین کی "غیر علمی" اور "غیر عقلی" تشریح ہے جو انسان کو جدیدیت سے متنفر کر دیتی ہے۔ آپ نے اپنی تفسیر میں صوفیانہ رموز کو عصری پیرائے میں بیان کیا تاکہ "قلبی سکون" اور "ذہنی اطمینان" کا امتزاج پیدا ہو۔ آپ کے اسلوب تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے علماء نے لکھا ہے کہ "الازہری نے قرآن کو ایک ایسی زندہ کتاب کے طور پر پیش کیا جو ہر دور کے مسائل کا حل فراہم کرتی ہے اور انسان کو مادہ پرستی کے اندھیروں سے نکال کر معرفت الہی کی روشنی میں لے آتی ہے"۔¹¹ آپ کا یہ اعتدال پسندانہ علمی رویہ اس لیے بھی اہم ہے کہ اس نے معاشرے میں اس "فکری انتشار" کو کم کیا جو اکثر مذہبی انتہاپسندی کی بنیاد بنتا ہے۔ آپ نے ثابت کیا کہ اسلام کی صوفیانہ روایت جدید دور کے پیچیدہ ترین علمی سوالات کا جواب دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔¹²

تفسیر ضیاء القرآن میں ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں:

"سائنس کائنات کی مادی حقیقتوں کو بے نقاب کرتی ہے، جبکہ قرآن ان حقیقتوں کے روحانی مقصد کو بیان کرتا ہے۔ ایک سچا صوفی جب کائنات کے پیچیدہ نظام کو دیکھتا ہے تو اس کا ایمان اللہ کی قدرت اور حکمت پر مزید پختہ ہو جاتا ہے"۔¹³

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر کرم الازہری کی فکر انتہاپسندانہ تنہائی پسندی (Isolationism) کے خلاف تھی۔ آپ نے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ دنیا سے کٹ کر نہیں بلکہ دنیا کو تسخیر کر کے ہی اللہ کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ "صوفیانہ تسخیر" ہی وہ متوازن راستہ ہے جو ایک طرف جدیدیت کو قبول کرتا ہے اور دوسری طرف اپنی اصل اسلامی پہچان کو بھی برقرار رکھتا ہے۔

قانونی و عدالتی اعتدال: وفاقی شرعی عدالت اور مقاصدِ شریعہ

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی وفاقی شرعی عدالت میں جج کی حیثیت سے خدمات صوفیانہ فکر کے قانونی اطلاق کی ایک عظیم الشان مثال ہیں۔ آپ نے ایسے دور میں منصف کی ذمہ داری سنبھالی جب پاکستان میں نفاذِ اسلام کی تحریکیں زوروں پر تھیں اور اکثر اوقات قانون کی تشریح میں شدت پسندی کا عنصر غالب آجاتا تھا۔ آپ نے اپنے فیصلوں میں محض الفاظ کی لغوی تشریح پر اکتفا نہیں کیا بلکہ "مقاصدِ شریعہ (Objectives of Sharia)" کو مد نظر رکھا۔ آپ کے نزدیک اسلام کا ہر قانون انسانیت کی خیر، عدل اور سہولت کے لیے ہے، نہ کہ محض سزا اور خوف کے لیے۔ آپ نے بینکنگ، انشورنس، سود اور قصاص و دیت جیسے پیچیدہ معاملات میں جو فیصلے دیے، وہ آپ کی گہری فقہی بصیرت اور صوفیانہ نرمی کا مظہر تھے۔ آپ نے ثابت کیا کہ ایک قاضی کو سخت گیر ہونے کے بجائے "رحیم و شفیق" ہونا چاہیے، کیونکہ حضور ﷺ کی پوری زندگی رحمت سے عبارت ہے۔ الازہری نے اپنے فیصلوں میں یہ واضح کیا کہ اسلامی قانون جامد نہیں ہے بلکہ اس میں "اجتہاد" کی گنجائش موجود ہے جو اسے ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ رکھتی ہے۔ آپ کے قانونی اسلوب نے معاشرے میں موجود اس غلط فہمی کا خاتمہ کیا کہ نفاذِ اسلام کا مطلب صرف سزائیں دینا ہے، بلکہ آپ نے یہ بتایا کہ اسلام کا مقصد ایک "فلاحی اور پر امن معاشرہ" بنانا ہے جہاں ہر شہری کے حقوق محفوظ ہوں۔¹⁴ آپ کے یہ فیصلے آج بھی پاکستان کے عدالتی نظام کے لیے ایک روشن مثال ہیں کہ کس طرح صوفیانہ رواداری کو قانونی ضابطوں میں سمو کر انتہا پسندی کا راستہ روکا جاسکتا ہے۔ آپ نے اپنی سیاسی اور قانونی زندگی میں ہمیشہ "اعتدال و توازن" کو ملحوظ خاطر رکھا، جس کی وجہ سے مخالفین بھی آپ کی علمی عظمت کے معترف رہے۔¹⁵

آپ ایک فیصلے کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"اسلام کا نظام عدل محض سزا دینے کے لیے نہیں بلکہ معاشرے کی اصلاح کے لیے ہے۔ قاضی کا کام یہ ہے کہ وہ قانون کی روح کو سمجھے اور اسے اس طرح لاگو کرے کہ اس سے انسانیت کی فلاح ہو، کیونکہ شریعت کا ہر حکم سہولت اور رحمت کے لیے ہے۔"¹⁶

یہ صوفیانہ نکتہ نظر قانونی انتہا پسندی کا بہترین علاج ہے۔ جب جج یا قانون نافذ کرنے والا ادارہ اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ دین کی اصل روح "رحمت" ہے، تو وہ کبھی بھی ایسے فیصلے نہیں کرے گا جو معاشرے میں نفرت یا انتشار پیدا کریں۔ الازہری نے اپنے علمی جاہ و جلال کو صوفیانہ شفقت کے ساتھ ملا کر ایک ایسا عدالتی و قارئین کا جو پاکستان کی تاریخ میں کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔

بین المسالک رواداری اور انکفیر کا رد

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی فکر کا ایک نہایت اہم اور روشن پہلو بین المسالک رواداری (Inter-sectarian Harmony) ہے، جو کہ براہِ راست صوفیانہ روایت کا جوہر ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں فرقہ وارانہ انتہا پسندی نے جتنا نقصان پہنچایا ہے، الازہری اس کے خلاف ایک توانا آواز بن کر کھڑے رہے۔ آپ نے "انکفیر" (ایک دوسرے کو کافر قرار دینے) کے فتنے کی بھرپور مذمت کی اور مسلمانوں کو اللہ، رسول ﷺ اور قرآن کے ناطے سے متحد ہونے کی تلقین کی۔ آپ نے امام اعظم ابو حنیفہ کے اس اصول پر سختی سے پھر دیا کہ "کسی بھی کلمہ گو کو کافر نہ کہا جائے جب تک وہ ضروریاتِ دین کا انکار نہ کرے"۔ آپ نے اپنے تعلیمی ادارے 'دارالعلوم محمدیہ غوثیہ' میں مختلف مسالک کے علماء کو دعوت دی اور اپنے طلباء کو یہ سکھایا کہ علمی اختلاف "دشمنی" نہیں بلکہ "تنوع" کا نام ہے۔ الازہری کے نزدیک ایک سچا صوفی کبھی بھی تنگ نظر نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کی نظر "وحدت" پر ہوتی ہے۔ آپ نے اپنی تحریروں اور مجموعہ خطبات میں جا بجا اس بات پر زور دیا کہ امت کو درپیش مسائل کا حل ایک دوسرے کے گلے کاٹنے میں نہیں بلکہ مل کر دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کرنے میں ہے۔ آپ نے مسلکی عصبیتوں کو "زرہ قاتل" قرار دیا اور صوفیانہ محبت کو "تریاق" بنا کر پیش کیا۔¹⁷ الازہری کی یہ روادارانہ فکر ہی وہ اساس ہے جس پر پاکستان میں امن و آشتی کی عمارت کھڑی کی جاسکتی ہے۔ آپ نے صوفیانہ سلاسل کے بزرگوں کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا کہ معرفتِ الہی کا راستہ وہی پاکستان ہے جس کے دل میں اللہ کی مخلوق کے لیے نفرت کے بجائے تڑپ اور ہمدردی ہو۔¹⁸

سماجی اصلاح اور صوفیانہ فلاح عامہ: خدمتِ خلق بطور ابراہامی

پیر محمد کرم شاہ الازہری کے فکری نظام کا ایک نہایت اہم اور انقلابی پہلو "تصوف برائے خدمت" ہے۔ آپ نے صوفیانہ روایت کو محض خانقاہوں کی چار دیواری میں ذکر و اذکار تک محدود رکھنے کے بجائے اسے سماجی اصلاح اور انسانی ہمدردی کے ایک عالمی مشن میں تبدیل کر دیا۔ آپ کے نزدیک تصوف کا اصل ثمر وہ "خلقِ خدا کی خدمت" ہے جو رنگ، نسل اور مذہب کی تفریق سے بالاتر ہو کر کی جائے۔ الازہری نے اس صوفیانہ فلسفے کو اپنی عملی زندگی میں "لنگر" کے نظام اور تعلیمی و خائف کے ذریعے نافذ کیا۔ آپ کا ماننا تھا کہ مذہبی انتہاپسندی اکثر ان علاقوں میں پھیلتی ہے جہاں سماجی ناانصافی اور معاشی بد حالی ہو؛ لہذا، ایک صوفی کا کام صرف دعائیں نہیں بلکہ محروم طبقات کے آنسو پونچھنا بھی ہے۔ آپ نے بحیرہ شریف میں دارالعلوم کے ساتھ ساتھ جو رفاہی ڈھانچہ قائم کیا، اس نے ہزاروں غریب طلباء کو نہ صرف تعلیم دی بلکہ انہیں معاشرے کا ایک کارآمد اور پرامن شہری بنایا۔ الازہری کی فکر میں "خدمتِ خلق" محض ایک سماجی کام نہیں بلکہ یہ اللہ کی محبت پانے کا سب سے مختصر راستہ ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "جس کے ہاتھ اللہ کے بندوں کی مدد کے لیے اٹھتے ہیں، اللہ کی رحمت اس کے دل کا مقدر بن جاتی ہے"۔ اس سماجی وابستگی نے صوفیانہ روایت کو ایک نئی زندگی دی اور اسے عوام کے لیے ایک "امید کا مرکز" بنا دیا، جس کی وجہ سے انتہاپسند گروہوں کو جو جوانوں کو گمراہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔¹⁹ آپ کے اس سماجی و فلاحی اسلوب نے یہ ثابت کیا کہ صوفیانہ فکر معاشرے میں امن و استحکام پیدا کرنے کے لیے ایک "سائیکو تھراپی" کی حیثیت رکھتی ہے جو فرد کو ان کی قید سے نکال کر انسانیت کے وسیع افق پر لے آتی ہے۔²⁰

پیر محمد کرم شاہ الازہری سماجی رویوں کی اصلاح کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"تصوف کا راستہ مخلوق سے کٹ کر نہیں، بلکہ مخلوق کی خدمت سے ہو کر گزرتا ہے۔ جو شخص اللہ کے بندوں سے محبت نہیں کرتا، وہ اللہ سے محبت کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے؟ سچی ولایت یہ ہے کہ انسان دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھے اور اسے دور کرنے کی تڑپ رکھے"۔²¹

اس اقتباس کا علمی تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ پیر صاحب کے نزدیک "سماجی رواداری" تصوف کا لازمی نتیجہ ہے۔ جب ایک صوفی معاشرے میں خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر نکلتا ہے، تو وہ طبقاتی نفرتوں کو ختم کر دیتا ہے۔ انتہاپسندی ہمیشہ نفرت اور محرومی کے بطن سے جنم لیتی ہے، اور الازہری نے "محبت اور خدمت" کے ذریعے اس بنیاد کو ہی ختم کر دیا۔ آپ نے ثابت کیا کہ اسلام کا صوفیانہ ماڈل ایک ایسے پرامن معاشرے کی تشکیل کرتا ہے جہاں ہر فرد دوسرے کے لیے خیر خواہ بن جاتا ہے۔

پاکستان میں مذہبی تکثیریت اور اقلیتوں کے حقوق: میثاقِ مدینہ کا صوفیانہ اطلاق

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی فکر کا ایک اور درخشندہ پہلو مذہبی تکثیریت (Religious Pluralism) اور غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ ہے۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ کے "میثاقِ مدینہ" کو جدید ریاست کے لیے ایک آئیڈیل ماڈل قرار دیا۔ آپ کے نزدیک ایک اسلامی ریاست میں اقلیتوں کا تحفظ محض ایک سیاسی ضرورت نہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہے۔ الازہری نے اپنی تصانیف اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں میں یہ واضح کیا کہ اسلام جبر کا مذہب نہیں ہے اور غیر مسلم شہریوں کو اپنی مذہبی آزادی، جان و مال کے تحفظ اور سماجی برابری کا مکمل حق حاصل ہے۔ آپ نے انتہاپسندانہ بیانیے کا رد کرتے ہوئے بتایا کہ حضور ﷺ نے مدینہ کی ریاست میں یہودیوں اور دیگر قبائل کو جو حقوق دیے تھے، وہ آج کے انسانی حقوق کے چارٹر سے کہیں زیادہ جامع تھے۔ آپ کے نزدیک صوفیانہ رواداری کا تقاضا یہ ہے کہ ہم غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور عدل و انصاف کا وہ نمونہ پیش کریں جو انہیں اسلام کی طرف راغب کرے۔ الازہری نے اس بات کی سختی سے مخالفت کی کہ اسلام کے نام پر کسی کی جان و مال کو نقصان پہنچایا جائے یا زبردستی عقیدہ تبدیل کیا جائے۔ آپ کی فکر نے پاکستان میں "بین المذاہب ہم آہنگی (Inter-faith Harmony)" کی بنیادوں کو مضبوط کیا، جس کی وجہ سے ملک میں بسنے والی اقلیتوں کو بھی تحفظ کا احساس ملا۔²² آپ کا یہ نظریہ موجودہ دور میں انتہاپسندی کے عالمی چیلنجوں کے خلاف ایک مضبوط ڈھال ہے، کیونکہ یہ اسلام کے اس "رحمت للعالمین" چہرے کو اجاگر کرتا ہے جو پوری انسانیت کے لیے سلامتی کا ضامن ہے۔²³

ضیاء النبی ﷺ میں آپ لکھتے ہیں:

"اسلام نے مدینہ منورہ میں جس ریاست کی بنیاد رکھی، اس میں رنگ، نسل اور مذہب کی تفریق کے بغیر ہر شہری کو مکمل تحفظ حاصل تھا۔ حضور ﷺ کا سوہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ انسانی جان کا احترام مقدم ہے اور دین کے نام پر کسی کے حقوق غصب کرنا شریعت کے خلاف ہے"۔²⁴

یہ اقتباس ان لوگوں کے لیے ایک بڑا علمی چیلنج ہے جو اسلام کو تشدد پسند مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ الازہری نے صوفیانہ بصیرت کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ اسلام کی اصل روح "امن" ہے۔ آپ کی یہ فکر جہاں انتہا پسندوں کی بنیادیں کھوکھلی کرتی ہے، وہیں جدید دنیا کو اسلام کے اصل جمالیاتی اور انسانیت پسند پہلو سے روشناس کرواتی ہے۔

موجودہ عالمی تناظر میں پیر محمد کرم شاہ الازہری کی فکر کی اہمیت: 'شاہراہ اعتدال'

آج جب دنیا اسلاموفوبیا اور داخلی خلفشار کا شکار ہے، پیر محمد کرم شاہ الازہری کی "شاہراہ اعتدال" ایک ناگزیر ضرورت بن چکی ہے۔ آپ نے بیسویں صدی میں جن فکری بحرانوں کی نشاندہی کی تھی، وہ آج اکیسویں صدی میں مزید شدت اختیار کر چکے ہیں۔ الازہری کی فکر ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ انتہا پسندی کا حل محض طاقت کا استعمال نہیں بلکہ ایک "جامع علمی اور روحانی انقلاب" ہے۔ آپ نے جو تعلیمی ماڈل دیا، وہ آج کے دور میں "دین کی تجدید (Revival of Religion)" کے لیے بہترین نمونہ ہے، جہاں جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی علوم کو صوفیانہ تربیت کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ آپ کے نزدیک مغرب کی مادہ پرستی کا مقابلہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب مسلمان اپنے روحانی اثاثوں کو جدید علمی زبان میں پیش کریں۔ الازہری نے "تفسیر ضیاء القرآن" کے ذریعے جو فکری دفاع اسلام کیا، اس نے مستشرقین کے علمی حملوں کے سامنے ایک ناقابل عبور بند باندھ دیا ہے۔ پاکستان کے موجودہ حالات میں، جہاں سیاسی اور مذہبی پولرائزیشن (Polarization) عروج پر ہے، الازہری کی فکر "اعتدال و توازن" قومی یکجہتی کا ضامن بن سکتا ہے۔ آپ نے ثابت کیا کہ صوفی وہ ہے جو اپنے دور کے ہر فتنے پر نظر رکھتا ہو اور اس کا حل قرآن و سنت کی ابدی تعلیمات سے نکالتا ہو۔ الازہری کی شخصیت نے یہ واضح کر دیا کہ ایک سچا عالم وہی ہے جو "عشق رسول ﷺ" کی تڑپ بھی رکھتا ہو اور "قانون الہی" کی تشریح میں جدید تقاضوں کو بھی سمجھتا ہو۔²⁵ آپ کا علمی ورثہ آج بھی امت مسلمہ کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ اگر ہم اپنی جڑوں (Sufi Traditions) سے جڑے رہیں اور عقل کو وحی کے تابع کر دیں، تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں فکری طور پر مفلوج نہیں کر سکتی۔²⁶

خلاصہ بحث:

زیر نظر مقالہ بیسویں صدی کے عظیم مصلح، جج اور مفکر، پیر محمد کرم شاہ الازہری کی اس ہمہ جہت فکری جدوجہد کا علمی احاطہ کرتا ہے جو انہوں نے پاکستان میں بڑھتی ہوئی مذہبی انتہا پسندی، فکری انتشار اور مسلکی عصبیت کے تدارک کے لیے انجام دی۔ الازہری کی فکر کا بنیادی محور "اعتدال و توازن" ہے، جس کے ذریعے انہوں نے ثابت کیا کہ اسلام محض خشک قانونی ضابطوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ایسی زندہ جاوید صوفیانہ روایت ہے جو انسانیت کی خدمت اور باطنی تزکیہ پر زور دیتی ہے۔ آپ کے نزدیک انتہا پسندی کا اصل علاج شریعت (ظاہری ڈھانچہ) اور طریقت (باطنی روح) کے درمیان اسی توازن کی بحالی میں پنہاں ہے جسے آپ نے "جسم اور روح" کے تعلق سے تعبیر کیا۔ مقالے میں پیر محمد کرم شاہ الازہری کے علمی شاہکاروں، "تفسیر ضیاء القرآن" اور "ضیاء النبی ﷺ" کو انتہا پسندی کے خلاف ایک مضبوط فکری ڈھال کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ان تصانیف کے ذریعے آپ نے نہ صرف مستشرقین کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا بلکہ جدید تعلیم یافتہ طبقے کے سائنسی اور عقلی سوالات کو صوفیانہ بصیرت کے ساتھ ہم آہنگ کر کے فکری اعتدال کی راہ دکھائی۔ آپ کا قائم کردہ تعلیمی ادارہ "دارالعلوم محمدیہ غوثیہ" اس فلسفے کی عملی تفسیر ہے، جہاں قدیم درسی نظامی اور جدید عصری علوم کے ملاپ سے ایک ایسی متوازن نسل تیار کی گئی جو جذباتی نعروں کے بجائے علمی استدلال اور صوفیانہ شفقت پر یقین رکھتی ہے۔ مزید برآں، مقالہ آپ کی قانونی و سماجی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ واضح کرتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت میں آپ کے فیصلے "مقاصد شریعہ" اور انسانی حقوق کے تحفظ کے آئینہ دار تھے، جو شدت پسندی کے متبادل کے طور پر ایک فلاحی ریاست کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ آپ نے "میثاق مدینہ" اور اسلاف کی صوفیانہ رواداری کی روشنی میں بین المذاہب ہم آہنگی اور اقلیتوں کے حقوق کی وہ بنیادیں فراہم کیں جو

آج کے پولرائزڈ معاشرے کے لیے ناگزیر ہیں۔ خلاصہ یہ کہ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کا علمی ورثہ اور ان کی "شاہراہ اعتدال" آج بھی پاکستان کو داخلی خلفشار اور عالمی چینلجز سے نکال کر ایک پرامن اور مستحکم معاشرہ بنانے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے۔

نتائج تحقیق:

- 1- مذہبی انتہاپسندی کا اصل سبب دین کی محض ظاہری اور خشک قانونی تشریح ہے، جس کا واحد حل صوفیانہ فکر کی بنیاد پر باطنی تزکیہ اور قلبی اصلاح میں پنہاں ہے۔
- 2- شریعت اور طریقت کے درمیان "جسم اور روح" جیسا ٹوٹ تعلق ہے؛ ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا معاشرے میں فکری انتشار اور شدت پسندی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔
- 3- پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کا علمی منہج یہ ثابت کرتا ہے کہ قدیم اسلامی روایات اور جدید سائنسی علوم میں کوئی تضاد نہیں، اور ان کا علمی ملاپ ہی جدید ذہن کو انتہاپسندی اور الحاد سے بچانے کا ضامن ہے۔
- 4- "دارالعلوم محمدیہ غوثیہ" کا تعلیمی ماڈل اس بات کی دلیل ہے کہ دینی مدارس میں عصری علوم کی شمولیت سے ایک ایسی معتدل قیادت پیدا کی جاسکتی ہے جو جذباتی نعروں کے بجائے عالمی چینلجز کا مدلل جواب دینے کی صلاحیت رکھتی ہو۔
- 5- معاشرتی سطح پر "خدمتِ خلق" اور صوفیانہ رواداری کے فروغ سے فرقہ وارانہ نفرتوں کا خاتمہ ممکن ہے، کیونکہ صوفیانہ فکر انسان کو رنگ، نسل اور مسلک کی تفریق سے بالاتر ہو کر انسانیت کی بنیاد پر سوچنے کی تحریک دیتی ہے۔
- 6- وفاقی شرعی عدالت میں الازہریؒ کے فیصلے اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ اسلامی قوانین کی روح "مقاصدِ شریعہ" اور "سماجی سہولت" پر مبنی ہے، جو کہ شدت پسندانہ اور غلو آمیز قانونی تشریحات کا مؤثر ترین علمی توڑ ہے۔
- 7- "عشقِ رسول ﷺ" انتہاپسندی کے خلاف سب سے بڑی دفاعی قوت ہے؛ جب نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ کریمہ، عفو و درگزر اور رحمت للعالمین کو زندگی کا محور بنا لیا جائے تو معاشرے سے خود بخود نفرت، تکفیر اور تشدد کے رجحانات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

تجاویز و سفارشات:

1. پاکستان کے تعلیمی نظام میں موجود دینی اور عصری علوم کی تقسیم کو ختم کرنے کے لیے پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کے "تعلیمی ماڈل" کو سرکاری سطح پر اپنایا جائے۔ دینی مدارس کے نصاب میں جدید سماجی و سائنسی علوم اور عصری جامعات کے نصاب میں باطنی تزکیہ اور صوفیانہ اخلاقیات کو شامل کیا جائے تاکہ ایک ایسی متوازن نسل تیار ہو جو فکری انتشار اور انتہاپسندی سے محفوظ رہ سکے۔
2. مذہبی قوانین کی ایسی سخت تشریحات جو معاشرے میں جبر یا بیزاری پیدا کرتی ہوں، ان کے سدباب کے لیے الازہریؒ کے قانونی منہج کو مشعل راہ بنایا جائے۔ وفاقی شرعی عدالت اور اسلامی نظریاتی کونسل جیسے اداروں میں قانون کی تشریح محض لفظی بحثوں کے بجائے "مقاصدِ شریعہ" (انسانی فلاح، عدل اور سہولت) کی بنیاد پر کی جائے تاکہ مذہب کا "رحمت للعالمین" چہرہ نمایاں ہو۔
3. صوفیانہ روایات کو محض رسومات تک محدود رکھنے کے بجائے انہیں سماجی اصلاح کا مرکز بنایا جائے۔ سفارش کی جاتی ہے کہ ملک بھر کی خانقاہوں اور درگاہوں کو پیر صاحبؒ کی طرز پر "علمی ورفاہی مراکز" میں تبدیل کیا جائے جہاں خدمتِ خلق، لنگر، اور بلا تفریق مذہب و ملت انسانی ہمدردی کو فروغ دیا جائے، تاکہ محروم طبقات انتہاپسند گروہوں کے آگے کار نہ بن سکیں۔

4. انتہا پسندی کے تدارک کے لیے الازہریؒ کے فکر "ادعتال وتوازن" کی روشنی میں ایک قومی سطح کا "ڈائلاگ سینٹر" قائم کیا جائے۔ اس ادارے کا کام مختلف مسالک کے درمیان مشترکات (اللہ، رسول ﷺ اور قرآن) پر زور دینا اور "تکفیر" کے رجحان کو علمی بنیادوں پر ختم کر کے بین المذاہب رواداری کی صوفیانہ روایت کو زندہ کرنا ہو۔

5. جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو انتہا پسندی سے بچانے کے لیے پیر کرم شاہ الازہریؒ کی تصانیف (ضیاء القرآن اور ضیاء النبی ﷺ وغیرہ) کے مواد کو ڈیجیٹل فارمیٹ، مختصر ویڈیوز اور سوشل میڈیا مہمات کے ذریعے عام کیا جائے۔ اسلام کے خلاف مستشرقین کے اعتراضات اور انتہا پسندوں کے غلط استدلال کا مدلل صوفیانہ جواب عوامی سطح پر عام کیا جائے تاکہ فکری اعتدال کو قومی بیانیہ (National Narrative) بنایا جاسکے۔

حوالہ جات:

- ¹ پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1995ء)، 35:1.
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Tafsir Zia-ul-Quran*, (Lahore: Zia-ul-Quran Publications, 1995), 35:1.
- ² پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر خیر الانام ﷺ، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1985ء)، 148.
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Tansees Khair al-Anam* (ﷺ), (Lahore: Zia-ul-Quran Publications, 1985), p. 148.
- ³ پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، 40:1.
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Tafsir Zia-ul-Quran*, 40:1.
- ⁴ سید علی بن عثمان جویری، کشف المحجوب، ت: محمد حسین چشتی، (لاہور: مکتبہ جدید پریس، 1978ء)، 140.
Sayyid Ali ibn Usman al-Hujwiri, *Kashf al-Mahjub*, trans. Muhammad Husayn Chishti, (Lahore: Maktaba Jadeed Press, 1978), p. 140.
- ⁵ ڈاکٹر مجیب احمد، بیسویں صدی کی اسلامی فکر: ایک تجزیاتی مطالعہ، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2014ء)، 288.
Dr. Mujeeb Ahmad, *Islamic Thought of the Twentieth Century: An Analytical Study*, (Islamabad: Institute of Islamic Research, 2014), p. 288.
- ⁶ پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2006ء)، 75:1.
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Zia-un-Nabi* (ﷺ), (Lahore: Zia-ul-Quran Publications, 2006), 75:1.
- ⁷ حافظ احمد بخش، جمال کرم، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2003ء)، 2:180.
Hafiz Ahmad Bakhsh, *Jamal-e-Karam*, (Lahore: Zia-ul-Quran Publications, 2003), 2:180.
- ⁸ محمد انور حسین، تاریخ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، (سرگودھا: غوثیہ پبلشرز، 2008ء)، 115.
Muhammad Anwar Husayn, *History of Dar al-Uloom Muhammadiyah Ghausia*, (Sargodha: Ghausia Publishers, 2008), p. 115.
- ⁹ ڈاکٹر مجیب احمد، بیسویں صدی کی اسلامی فکر: ایک تجزیاتی مطالعہ، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2014ء)، 197.
Dr. Mujeeb Ahmad, *Islamic Thought of the Twentieth Century: An Analytical Study*, (Islamabad: Institute of Islamic Research, 2014), p. 197.
- ¹⁰ پیر محمد کرم شاہ الازہری، مجموعہ خطبات ضیاء الامت، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2001ء)، 40:2.
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Majmu'a Khutbat Zia al-Ummat* (Collection of Sermons of Zia al-Ummat), (Lahore: Zia-ul-Quran Publications, 2001), 2:40.
- ¹¹ پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، 4:423.
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Tafsir Zia-ul-Quran*, 4:423.
- ¹² مولانا محمد اسحاق بھٹی، برصغیر کے صوفیائے کرام، (لاہور: ادارہ معارف اسلامی، 1992ء)، 145.
Maulana Muhammad Ishaq Bhatti, *Sufis of the Indian Subcontinent*, (Lahore: Idara Ma'arif-e-Islami, 1992), p. 145.
- ¹³ پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، 4:420.
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Tafsir Zia-ul-Quran*, 4:420.

- 14 ڈاکٹر آصف ایم آئی ظفر، Pakistan in Judiciary and Law Islamic، (کراچی: فضلی سنز، 2005ء)، 112۔
Dr. Asif M. I. Zafar, *Islamic Law and Judiciary in Pakistan*, (Karachi: Fazli Sons, 2005), p. 112.
- 15 پیر محمد امین الحسنات شاہ، حیات ضیاء الامت، (بھیرہ شریف: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2010ء)، 85۔
Pir Muhammad Amin-ul-Hasanat Shah, *Hayat-e-Zia al-Ummat* (Life of Zia al-Ummat), (Bhera Sharif: Zia-ul-Quran Publications, 2010), p. 85.
- 16 پیر محمد کرم شاہ الازہری، فقہی مسائل اور ان کا شرعی حل، (بھیرہ شریف: مکتبہ محمدیہ نوشیہ، 2001ء)، 1:15۔
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Fihi Masail aur In ka Shari' Hal* (Juristic Issues and Their Shar'i Solutions), (Bhera Sharif: Maktaba Muhammadiyah Ghausia, 2001), 1:15.
- 17 پیر محمد کرم شاہ الازہری، مجموعہ خطبات ضیاء الامت، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2001ء)، 2:198۔
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Majmu'a Khutbat Zia al-Ummat* (Collection of Sermons of Zia al-Ummat), (Lahore: Zia-ul-Quran Publications, 2001), 2:198.
- 18 دانیال عزیز، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، (لاہور: گنس لیم پبلیکیشنز، 2005ء)، 78۔
Daniyal Aziz, *Sufi Movements in Pakistan*, (Lahore: Guns-e-Lim Publications, 2005), p. 78.
- 19 پیر محمد کرم شاہ الازہری، مجموعہ خطبات ضیاء الامت، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2001ء)، 2:225۔
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Majmu'a Khutbat Zia al-Ummat* (Collection of Sermons of Zia al-Ummat), (Lahore: Zia-ul-Quran Publications, 2001), 2:225.
- 20 ڈاکٹر مجیب احمد، بیسویں صدی کی اسلامی فکر: ایک تجرباتی مطالعہ، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2014ء)، 245۔
Dr. Mujeeb Ahmad, *Islamic Thought of the Twentieth Century: An Analytical Study*, (Islamabad: Institute of Islamic Research, 2014), p. 245.
- 21 پیر محمد کرم شاہ الازہری، مجموعہ خطبات ضیاء الامت، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2001ء)، 2:180۔
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Majmu'a Khutbat Zia al-Ummat* (Collection of Sermons of Zia al-Ummat), (Lahore: Zia-ul-Quran Publications, 2001), 2:180.
- 22 پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، 2:233۔
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Zia-un-Nabi* (ﷺ), 2:233.
- 23 ڈاکٹر محمد طاہر القادری، مقدمہ المیرۃ: اصول و منہج، (لاہور: منہج القرآن پبلیکیشنز، 2004ء)، 97۔
Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri, *Muqaddimat al-Mirath: Usul wa Manahij* (Introduction to Inheritance: Principles and Methods), (Lahore: Minhaj-ul-Quran Publications, 2004), p. 97.
- 24 پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، 2:256۔
Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, *Zia-un-Nabi* (ﷺ), 2:256.
- 25 خان، محمد اسرائیل، "تفسیر میں پیر کرم شاہ کا اسلوب"، دی اسکالر اسلامک ریسرچ جرنل، (کراچی: شعبہ تصنیف و تالیف، 2023ء)، 9:115۔
Khan, Muhammad Israel, "Pir Karam Shah's Style in Tafsir," *The Scholar Islamic Research Journal*, (Karachi: Department of Compilation and Authorship, 2023), 9:115.
- 26 حافظ احمد بخش، جمال کرم، 2:212۔
Hafiz Ahmad Bakhsh, *Jamal-e-Karam*, 2:212.